نیا سال:

دوستو بزرگو! نماز سے پہلے مفتی طاہر صاحب نے حضرت کے کان میں عرض کیا: حضرت چاند ہو گیا۔ الحمدللہ۔ حضرت نے فوراً دعا پڑھی: اللهم اهله علينا باليمن والإيمان والسلامة والإسلام ربي وربك الله (اے اللہ! اس چاند کو امن و ایمان، سلامتی اور اسلام، رشد و ہدایت کے ساتھ ہم پر نکال) تا کہ آنے والا مہینہ امن و ایمان والا، سلامتی اور اسلام والا، خیر اور برکت والا ہو۔ اور دعائیں بھی پڑھیں۔ حضرت نبی کریم ﷺ جب بھی نیا چاند دیکھتے، تو یہ دعائیں پڑھتے تھے۔ هلال طيب و رشد ربي وربك الله (اے رشد وہدایت کے چاند! میرا رب اور تیرا رب اللہ ہے) ہم بھی یہی دعا کرتے ہیں۔ ذوالحجہ کا مہینہ ختم ہوا، ایک سال ختم ہوا، اللہ پاک ہمارے پچھلے سال کے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اللہ ہمیں سچی پکی، توبۂ نصوح کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اللہ ہمیں توبہ پر استقامت عطا فرمائے، اور اس نئے سال کو ہم سب کے لیے، پوری امت مسلمہ کے لیے خیر اور برکت کا ذریعہ بنائے۔

مایوس کیوں کھڑا ہے......؟؟؟:

دوستو بزرگو! حالات آتے ہیں، جاتے ہیں۔ لوگ کبھی خوف و ہراس کے عالم میں پریشان ہو جاتے ہیں، کبھی مایوسی، ناامیدی چھا جاتی ہے؛ لیکن مسلمان کو کبھی مایوس و ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر:۵۳) وَ لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف:۸۷) ناامیدی مسلمان کی شان نہیں ہے۔

اللہ کی ذات سے امید رکھو۔اللہ رب العزت اگر تقدیر پلٹنے پر آئے ،تو ایک سکنڈ، پلک جھپکنے میں پلٹ سکتے ہیں۔اللہ کے لیے کوئی کام مشکل نہیں،سب کچھ آسان ہے۔

گر وقت آ پڑا ہے، مایوس کیوں کھڑا ہے　　　اللہ بہت بڑا ہے،اللہ بہت بڑا ہے۔

اللہ ہمیں اس کا دھیان رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ناامیدی سے اللہ ہماری حفاظت فرمائے ،اور آنے والے سالِ نو کو ہم سب کے لیے خیر و برکت کا باعث بنائے، اسلام اور مسلمانوں کے لیے ترقی ،صلاح وفلاح ،بہبود کا سال بنائے۔

قرآن ہے ہی ایسا......!!!:

دوستو بزرگو! یہاں آپ حضرات ،حضرت والا کے دروس سے مستفید ہوتے ہیں، ہم بھی استفادہ کرتے ہیں۔مولانا خبیب صاحب ہر سیٹرڈے(Saturday) کو گروپ پر لنک رکھ دیتے ہیں، اور ہم بھی انگلینڈ میں جہاں کہیں ہوں، درس میں شرکت کی پوری کوشش کرتے ہیں۔کبھی پورا درس نہیں سنا تو تھوڑا، کہیں سفر میں آرہے ہوں، جارہے ہوں، تو دعا میں شرکت کر لیتے ہیں۔اور حضرت کے درس میں ماشاءاللہ بڑی قیمتی باتیں ہوتی ہیں۔ اصل میں قرآن پاک ہے ہی ایسا!!!

درسِ قرآن و درسِ حدیث میں فرق:

درسِ قرآن اور درسِ حدیث میں آپ کو بین فرق نظر آئے گا۔قرآن ،قرآن ہے۔ کلام الٰہی ہے۔قرآن کا ایک ایک لفظ نپا تلا ہے، اللہ رب العزت وذوالجلال جب بولتے ہیں، تو اس میں بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔کلام الملوك ملوك الكلام(The

speech of king is King of the speeches.)سخنِ شاہاں،شاہانِ سخن۔ یہ قرآن تو اللہ کا کلام ہے۔اس لیے جب ہم اس کی تفسیر کرتے ہیں،تواس کے مضامین کھلتے چلے جاتے ہیں۔اور اللہ اپنے نیک بندوں کے قلوب پر الہام فرماتے ہیں، مضامین کوکھولتے ہیں۔اور یہ بھی میراث نبوت ہے۔إن العلماء ورثة الأنبياء وإن الأنبياء لم يورثوا ديناراًولا درهماًوإنما ورثوا العلم۔تو یہ علم میراث ہے۔

گفت او گفت خدا است:

اور اللہ پاک نے حضرت نبی کریم ﷺ کے لیے فرمایا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ﴿النجم:۳-۴﴾

ہے قولِ محمد قولِ خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

تو قول محمد قول خدا ہے۔ ہمارے حضرت شیخ یونس صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ وہ خود نہیں بولتے تھے، اللہ ان کی زبان پر بلواتے تھے۔دینی امور سے متعلق جو کچھ وہ فرماتے تھے وہ من جانب اللہ ہوتا تھا۔بس فرق اتنا ہوتا کہ قرآن میں معنی اور لفظ دونوں اللہ کی طرف سے ہیں، اور حدیث نبوی میں معنیٰ اللہ کی طرف سے اور لفظ کا لباس حضور ﷺ پہناتے تھے۔مگر باتیں دونوں وہاں سے آتی تھیں۔

تقویٰ ہوگا تو علم آئے گا:

اس لیے اللہ کے نیک بندوں کو میراث ملتی ہے۔ جب وہ مطالعہ فرماتے ہیں، اسٹڈی کرتے ہیں، تیاری کرتے ہیں، پھر یہاں آکر بیٹھنے کے دوران بھی اللہ تعالیٰ بہت سی

ایسی باتیں ان کے قلوب پر القا فرماتے ہیں جو حاضرین مجلس کی ضرورت کے موافق ہوتی ہیں۔کوئی حدیث یاددلا دی، کوئی قصہ یاددلا دیا، کوئی بات ایسی کہلوادی جو بالکل فِٹ ہو گئی، جو پہلے سے مطالعہ کر کے، دیکھ کرنہیں آئے تھے، اس وقت اللہ نے براہِ راست قلب میں القا فرمائی، الہام فرمایا۔اور یہ ہم نہیں کہتے، یہ قرآن کہتا ہے: وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ يُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ ۔تقویٰ ہوگا تو اللہ کی طرف سے علم آئے گا۔اور مشائخ سے بڑھ کر کس کا تقویٰ ہوگا؟

نورِ حق ظاہر بود اندر ولی......:

حضرت خضرؑ کے بارے میں راجح قول یہ ہے کہ وہ نبی نہیں ہیں، ولی ہیں، اور اللہ نے کہا: وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا(الکہف:۶۵) (ہم نے اپنی طرف سے ان کو ایک خصوصی علم عطا فرمایا)۔تو یہ خصوصی علم اولیاء اللہ کے قلوب پر الہام اور القا ہوتا ہے۔من عمل بما علم علمہ اللہ علمَ مالم یعلم (جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے تو اللہ اس کو ایسے ایسے علوم سے نوازتے ہیں جو اس نے کہیں سیکھے اور پڑھے نہیں تھے) بہت سے مشائخ اُمّی ہوتے تھے؛ لیکن ان کا تقویٰ، اذکار و اشغال ان کو اس درجے تک پہنچاتے کہ ان کی زبان سے علوم کے بڑے بڑے چشمے جاری ہوتے۔بعض مشائخ، جو اُمی تھے، لیکن ان کے سامنے الفاظ رکھے جاتے تو وہ کہہ دیتے تھے، یہ قرآن ہے۔کیوں کہ قرآن کا نور الگ نظر آتا ہے۔یہ حدیث قدسی ہے؛ کیوں کہ اس کا نور الگ ہوتا ہے۔یہ حدیث نبوی ہے؛ کیوں کہ اس کا نور الگ ہوتا ہے۔اور یہ کچھ بھی نہیں ہے، اس میں کوئی نور نہیں ہے۔اللہ کی طرف سے یہ بات دل میں اترتی تھی۔

حضرت حاجی صاحبؒ نے پورا درسِ نظامی ختم نہیں کیا تھا، مشکوٰۃ تک پڑھا تھا؛ لیکن کیسے کیسے علوم ان کی زبان سے جاری ہوئے!!! تو یہ مشائخ، اولیاء اللہ جب اللہ کے

کلام کی شرح، تفسیر کرنے بیٹھتے ہیں، تو اللہ کی طرف سے خصوصی الہام والقا ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کی دعا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے:

حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دعا دی تھی: اللهم فقهه في الدين وعلّمه التأويل (اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما، اور اس کو قرآن پاک کی تفسیر عطا فرما) ان کی عمر حضور ﷺ کے انتقال کے وقت صرف ۱۳ر سال تھی۔ جب حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا، تو وہ اِدھر اُدھر صحابہ رضی اللہ عنہم کے پاس پڑھنے جاتے، قرآن کی تفسیر پوچھتے۔ ان کے ایک دوست تھے، ان سے کہا کہ چلو! ہم کچھ سیکھتے ہیں۔ تو وہ دوست کہنے لگا: یار! ہم کو کہاں وہ درجہ حاصل ہونے والا ہے؟ کام کاج بہت ہیں، کھیتی باڑی کرنی ہے، اور بھی گھریلو کام ہیں۔ تو اس نے جو ڈسٹرکٹ کرنے کی کوشش کی تو اس کو چھوڑ دیا۔ وہ اپنے کام میں لگے رہے، لگے رہے، پڑھتے رہے، پڑھتے رہے۔ یہاں جاتے، وہاں جاتے۔

ادب کا تقاضہ یہی ہے:

بعض مرتبہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ سے کوئی تفسیر پوچھنے جاتے اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ گھر میں ہوتے تو ان کے گھر کے باہر بیٹھ جاتے، بیٹھے بیٹھے تھک جاتے تو لیٹ جاتے، سر پر چادر اوڑھ لیتے۔ لوگ گذرتے، بیل گاڑیاں گزرتیں، دھول اُڑتی، ابن عباس رضی اللہ عنہ کے سارے کپڑے دھول والے ہو جاتے؛ لیکن وہ دروازہ کھٹکھٹا کر باہر نہ بلاتے۔ جب وہ صحابی رضی اللہ عنہ نماز کے لیے یا اپنی ضرورت سے باہر نکلتے، تب پوچھتے کہ حضرت اس آیت کا ذرا مطلب سمجھا دیجیے۔ تو وہ کہتے: ارے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کھٹکھٹا کر بلا لیتے۔ تو وہ کہتے کہ نہیں! آپ کی بے ادبی نہیں ہونی چاہیے۔ آپ کے ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ میں آپ کے

نکلنے کا انتظار کروں۔اس طرح پڑھتے رہے، پڑھتے رہے۔

حِبر الامۃ:

ایک وقت وہ آیا کہ آپؓ مسجد نبوی میں درس دے رہے تھے، اوران کا وہی دوست گزرا اور کفِ افسوس مَلنے لگا کہ کاش! میں نے بھی محنت کی ہوتی، تو مجھے بھی یہ درجہ ملتا۔عبد اللہ بن مسعودؓ اتنے بڑے مفسر-۲۳/سال حضور ﷺ کی صحبت میں رہے، چھٹے مسلمان ہیں-ابن عباسؓ کے بارے میں کہا کرتے تھے:لو ادرک أسناننا ما عاشرہ منا أحدٌ (اگر ابن عباسؓ کو ہماری عمریں ملتیں تو ہم ان سے ٹکر نہ لے سکتے) اتنے چھوٹے تھے؛ لیکن پھر بھی تفسیر میں اتنے اونچے مقام پر پہنچے، ان کو حِبر الامۃ کا لقب دیا گیا۔یہ سب محنت کا نتیجہ تھا۔پھر محنت کے بعد حضور ﷺ کی دعا، اوراس کے بعد اللہ کی طرف سے ان کے قلب پر الہام، القاء اوراللہ کی غیبی مدد اور علم لدنّی۔

علم لدنی بھی ہے ضروری:

علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے "الإتقان" میں تفسیر قرآن کے لیے جہاں ۱۴/علوم شرط قرار دیے ہیں، وہاں پندرہواں علم، علمِ لدنّی شرط قرار دیا ہے، یعنی علمِ وہبی۔اور وہ حاصل ہوگا تقویٰ سے۔تقویٰ والی زندگی اختیار کریں گے تو اللہ کی طرف سے علوم کا الہام اور القاء ہوگا۔اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جگہ جگہ تفکر، تدبر کا حکم دیا۔اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا(محمد:۲۴) (ارے قرآن میں تدبر نہیں کرتے؟ دھیان نہیں دیتے؟ کہیں تمہارے قلوب پر تالے تو نہیں لگے ہوئے ہیں؟) سوچو تو سہی، پڑھو تو سہی، قرآن کو دھیان سے پڑھو۔

کہیں میں جاہل تو نہیں......؟؟؟:

بعض تابعین کہتے تھے کہ میں جب قرآن کی کوئی آیت پڑھوں اور مجھے سمجھ میں نہ آئے، تو میں سر پکڑ کر بیٹھ جاتا ہوں کہ میں جاہل تو نہیں؟ اس لیے کہ اللہ نے کہا ہے: وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ(العنکبوت:۴۳) (یہ کہاوتیں ہم سمجھاتے ہیں اور ان کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو علم والے ہیں) لہٰذا تدبر کرو، سوچو، دھیان دو، تفسیر پڑھنے کی کوشش کرو۔

عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: قسم خدا کی! اللہ نے جو آیت قرآن میں اتاری ہے اللہ کو یہ بات پسند تھی کہ لوگ اس کی تحقیق (Investigate) کریں کہ اللہ نے یہ آیت کیوں اتاری؟ کہاں اتاری؟ اس آیت سے اللہ کا مقصد کیا ہے؟ تو تفسیر کو اور ان معانی کو سمجھنے کی کوشش کرو۔

شاہی خط:

قاضی عیاض بن معاویہؒ کہتے ہیں کہ اللہ پاک نے قرآن پاک لوگوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا ہے، اس کی مثال ایسی ہے کہ کہیں سے کوئی شاہی خط کسی گاؤں والوں کے پاس پہنچے، اور وہ گاؤں والے اس خط کو پڑھنا نہ جانتے ہوں، تو وہ پریشان ہوتے ہیں کہ اس شاہی خط میں کیا لکھا ہے؟ غرضیکہ پوری رات بے چینی میں گزری کہ اس میں کہیں کوئی سخت حکم تو نہیں ہے؟ بادشاہ ہم سے ناراض تو نہیں ہو گئے؟ پریشان ہو کر پوری رات بے چینی میں گزاری، صبح کو ڈھونڈنے پر کوئی صاحب ملے، ان سے کہا کہ یہ ذرا پڑھ کر سنایئے، اس میں کیا ہے؟ انھوں نے پڑھ کر بتایا کہ اس میں فلاں فلاں مضمون لکھا ہے، تو کچھ راحت اور

آرام ملا کہ اچھا! اب سمجھ میں آیا کہ اس میں کیا لکھا ہے۔تو قرآن پاک اللہ نے ہماری ہدایت کے لیے نازل کیا ہے، ہم اس کو پڑھتے ہی نہیں، سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے، اور پھر ہماری بے راہ روی کا باعث ہوتا ہے، گھبرائے ہوئے پریشانی کے عالم میں دِکھتے ہیں۔ ہم قرآن پاک پڑھیں، قرآن میں سب کچھ موجود ہے۔

جب حالات تنگ ہوں......:

حالات حاضرہ سے ہم گذر رہے ہیں، کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر ایسے؛ بلکہ اس سے سخت ترین حالات نہیں آئے؟ بعض مشائخ سے ہم نے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری امت کے لیے اسوۂ حسنہ ہیں۔ نبوت کی زندگی کے دو حصے ہیں: (۱) مکی زندگی۔ (۲) مدنی زندگی۔ مکی زندگی میں بھی اسوۂ حسنہ ہے، مدنی زندگی میں اسوۂ حسنہ ہے۔ جب حالات تنگ ہوں، پریشان کن ہوں تو اس وقت مکی زندگی ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے۔ اس وقت ہم کو کہا تھا: فَاصۡفَحۡ عَنۡهُمۡ (الدخان:۸۹) وَاصۡفَحۡ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ (المائدۃ:۱۳) فَاصۡفَحِ الصَّفۡحَ الۡجَمِيۡلَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِيۡمُ (الحجر:۸۵-۸۶) اِنَّا كَفَيۡنٰكَ الۡمُسۡتَهۡزِءِيۡنَ ﴿۹۵﴾ الَّذِيۡنَ يَجۡعَلُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَسَوۡفَ يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۶﴾ وَلَقَدۡ نَعۡلَمُ اَنَّكَ يَضِيۡقُ صَدۡرُكَ بِمَا يَقُوۡلُوۡنَ ﴿۹۷﴾ فَسَبِّحۡ بِحَمۡدِ رَبِّكَ وَكُنۡ مِّنَ السّٰجِدِيۡنَ ﴿۹۸﴾ وَاعۡبُدۡ رَبَّكَ حَتّٰى يَاۡتِيَكَ الۡيَقِيۡنُ (الحجر:۹۵-۹۹)

(ہم کو پتہ ہے تمہارا سینہ تنگ ہوجاتا ہے، تم بہت تکلیف میں آجاتے ہو، پریشانی طاری ہوجاتی ہے۔ اِن کی باتیں سن سن کر اس کا اثر پڑتا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل تو بہت نرم تھا، اسپنج جیسا سوفٹ تھا، بہت جلدی متأثر ہوتے تھے، جو آدمی جتنا نرم دل ہوتا ہے اس کو اتنا

جلدی اثر پڑتا ہے۔لہٰذا اللہ فرماتے ہیں: ہم کو پتہ ہے اِن کی باتوں سے آپ کا دل تنگ ہوتا ہے، آپ کو تکلیف ہوتی ہے، پریشانی ہوتی ہے؛ لیکن فکر نہ کرو۔

اللہ پاک جگہ جگہ تسلی دیتے ہیں: وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (هود:۱۲۰) (ہم پیغمبروں کے قصے تم کو اس لیے پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں تا کہ تمہارا دل مضبوط ہو جائے) تثبیت فؤاد اور تثبیتِ قلب کے لیے یہ قصے پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔

مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ (البقرۃ:۲۱۴) (اُن کو بہت تکلیفیں اور مشقتیں پہنچیں، حتی کہ مسلمانوں، مؤمنوں کو ایسا ہلایا گیا کہ رسول اور ایمان والے بھی کہنے لگے (کامل ایمان والے) ارے! اللہ کی مدد کب آئے گی؟ بے شک اللہ کی نصرت آنے والی ہے، قریب ہے) زلزلہ آتا ہے تو پوری زمین کو ہلا دیتا ہے۔

......تو مسجدیں بھر دو:

تو قرآن پاک کتاب ہدایت ہے، اس میں سب کچھ ہے۔ اللہ نے کہا: وَ لَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ (الحجر:۹۷) اب اس کا علاج کیا ہے؟ اللہ پاک نے خود آگے کہہ دیا: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ (الحجر:۹۸) ذکر میں اضافہ کرو۔ تسبیح، تحمید، خوب اللہ کی پاکی بیان کرو، اللہ کی طرف رجوع ہو جاؤ، مسجدیں بھر دو، نمازیں برابر پڑھو۔ سجدے بڑھا دو، خوب عبادت کرو، شوق، دھیان اور توجہ سے عبادت کرو۔

آنسو بہاؤ، کام بنے گا:

یہ حدیث دھیان میں رکھو: أیھا الناس! ابکوا (اے لوگو! روؤ) رونا نہ آئے تو رونے کی شکل بناؤ، اللہ کے حضور کچھ آنسو بہاؤ، اس سے کام بنے گا۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرو۔ کان إذا حزبہ أمر فزع إلی الصلاۃ (جب کوئی پریشانی پیش آتی تو آپ ﷺ فوراً نماز کی طرف دوڑتے) یہ ہے وَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ۔ اور وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ (الحجر:۹۹) (عبادت میں لگے رہو، یہاں تک کہ یقین یعنی موت آجائے)۔

صبر سے کام لو:

سورۂ نحل کے آخر میں بھی اللہ نے یہی ہدایت دی: وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:۱۲۷، ۱۲۸) (صبر سے کام لو، اور یہ جو شہید ہو گئے ہیں ان پر غم نہ کرو، آگے بڑھو، اپنی زندگی میں پیچھے کوئی گیا ہے تو اس کو یاد کر کر کے افسوس نہ کرو۔ ہمارے گھر میں کوئی موت، میت، جنازہ ہو جائے تو سوگ منانے کی تین دن تک اجازت ہے۔ تین دن کے بعد اپنی لائف نارملٹی پر آجانی چاہیے، نارمل لائف ہو جانی چاہیے۔ ایک سال تک روز اس کو یاد کرتے رہنے کا کوئی مطلب نہیں۔ تو صبر کرو، صبر تو اللہ کی طرف سے ملے گا، صبر اللہ سے مانگو۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ:۲۵۰)

......تو کیا توپ پھوڑ لیتے:

محرم کا مہینہ شروع ہوا ہے۔ ابھی تعزیا نہ نکلے گا، اللہ ہماری قوم کی حفاظت فرمائے۔ ایک عرب ادھر کہیں آئے ہوئے تھے، انہوں نے کہیں تعزیا نہ گذرتے ہوئے دیکھا، تو کہا: یہ کیا ہے؟ کہا کہ یہ شہادت حسین کا تعزیا نہ جا رہا ہے۔ وہ کہنے لگے: اچھا! ان کو آج پتہ چلا کہ حضرت حسین شہید ہوئے تھے!!! آج اس کو اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس کو لے کر پھر رہے ہیں!!! حضرت پیر غلام حبیب صاحبؒ کہتے ہیں کہ یہ لوگ تعزیا نہ لے کر گھومتے ہیں اور بولتے ہیں: ہائے حسین! ہم نہ تھے، ہائے حسین! ہم نہ ہوئے، اگر تم ہوتے تو کیا توپ پھوڑ لیتے؟ ہائے حسین! ہائے حسین! مت بولو، واہ حسین! واہ حسین! بولو، کہ واہ حسین! قربان جائیں تجھ پر کہ تو نے جان کی قربانی دے دی؛ لیکن گردن جھکائی نہیں۔

نبی کے نواسوں نے گردن کٹائی تھی، جھکائی نہیں تھی

سید الشہداء: حمزہؓ ہیں:

تو اس میں ہمارے لیے سبق ہے، اللہ ہم سے کہہ رہے ہیں: وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ۔ (افسوس نہ کرو، غم نہ کرو) جو ہو گیا، سو ہو گیا، آگے بڑھو۔ یہ آیت شہدائے احد کے بارے میں اتری ہے۔ حضرت نبی کریم ﷺ کے چچا جان، جن کو حضور ﷺ نے سید الشہداء حمزہ کہا ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں حضرت حسین سید الشہداء ہیں، نہیں! حدیث میں ہے: سید الشھداء حمزۃ (حضرت حمزہؓ سید الشہداء ہیں) ان کا مُثلہ کیا گیا، ناک کاٹی گئی، کان کاٹا گیا، سینہ چیرا گیا، کلیجہ نکالا گیا، چبانے کی کوشش کی گئی۔ حضور ﷺ سے ان کی نعش دیکھی نہیں گئی، بتائیے! اس پر حضور ﷺ کو کتنا افسوس ہوا ہوگا؟ اس پر اللہ نے کہا: وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ۔ یہ ستر شہید ہوئے ہیں، غم نہ کرو، افسوس نہ کرو۔ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ (النحل:۱۲۷) (اور یہ

لوگ جو کچھ فریب کاریاں کررہے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہوں) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّ الَّذِیۡنَ هُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ (النحل:۱۲۸) (تقویٰ اختیار کرو، نیکی کی راہ چلو، تو اس میں تمہارے لیے بہتری ہے) اللہ تمہارے ساتھ ہوں گے۔

نستغفر اللہ کی کثرت:

اسی لیے حضرت نے ہم سب کو استغفار کی کثرت کی ہدایت فرمائی ۔ نستغر اللہ (جمع کے صیغے کے ساتھ) پڑھو، اللہ مجھے بھی توفیق دے، آپ کو بھی دے۔امت کے لیے دعائیں مانگو۔ اللهم اغفر لأمة سيدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ، اللهم ارحم أمة سيدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللهم فرج الكرب عن أمة سيدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

یہ دعا......سب کو لگ جائے گی:

ایک دفعہ حضرت شیخ یونس صاحبؒ نے رَّبِّ اغۡفِرۡ وَ ارۡحَمۡ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ (المؤمنون:۱۱۸) کے بارے میں کسی کے حوالے سے نقل کیا، کہ جب اس کو پڑھیں تو اس میں یہ نیت کرلیں کہ اے اللہ! میری مغفرت، میری بیوی بچوں کی، میرے ماں باپ کی، میرے رشتہ داروں، اہل وعیال کی، میرے پڑوسیوں کی، میرے شہر والوں کی، ملک والوں کی، دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کی، حال میں جتنے مسلمان ہیں ان کی، پیچھے جتنے آئے تھے، آئندہ جتنے آئیں گے سب کی، انسانوں میں جتنے مسلمان ہیں ان کی، جنات میں جتنے مسلمان ہیں ان سب کی مغفرت فرما۔اور فرمایا: یہ دعا سب کو لگ جائے گی۔ چوں کہ تشہد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے السلام علینا وعلیٰ عباداللہ الصالحین کے بارے میں فرمایا: اصاب كل عبد

صالح للہ فی السماء والارض (یہ دعا آسمان وزمین میں جو بھی اللہ کا نیک بندہ ہے اس کو پہنچے گی) لہٰذا اگر اس کو پڑھتے وقت ہم یہ نیت کریں تو سلامتی سب پر اترے گی۔ الغرض استغفار خوب کیجیے، رجوع الی اللہ کی کوشش کیجیے۔